محبتوں کے سفیر

سمیرا مناف

آج جو کچھ اس کے ساتھ ہوا تھا۔ یہ کوئی پہلی بار نہیں تھا۔ اسے ہمیشہ یونہی نظر انداز کیا جاتا تھا۔ اسکول، کالج، خاندان یا کسی بھی محفل میں اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک ہوتا۔ وہ اپنی طرف سے پوری کوشش کرتی۔ لوگ اس سے خوش رہیں، اسے توجہ دیں، اس کی حیثیت اور وجود کو تسلیم کریں لیکن نجانے کیوں خاندان کی دوسری لڑکیوں، اس کی بہنوں، سہیلیوں کے خوب صورت چہروں میں اس کا چہرہ کہیں کھو جاتا۔

اسے اچھی طرح سے یاد تھا۔ عید یا کسی دوسرے تہوار پر اس کے سب بہنوں جیسے کپڑے بنتے لیکن کوئی اس سے یہ نہیں کہتا۔ ”آج تو مہو بیٹا بہت پیاری لگ رہی ہے۔“

خاندان میں کسی کی شادی ہوتی وہ سب بہنوں اور کزنز کی طرح اچھے اچھے کپڑے بناتی، تیاریاں کرتی آئینے میں اپنا آپ اچھا لگتا۔ ”آج تو ضرور سب سراہیں گے۔“ اس کا دل مطمئن ہو کر سوچتا لیکن جونہی وہ سب کے ساتھ باہر آتی۔ ان چاند چہروں ستارہ آنکھوں میں اس کا روپ دبک کر بیٹھ جاتا اسے اپنی تیاریوں پر شرم آنے لگتی۔

”کیا ضرورت تھی اس بناؤ سنگھار کی۔ کوئی بھی تو فرق نہیں پڑا۔ کومل کو دیکھو ذرا۔۔۔ میک اپ اور

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

خوب صورت لباس میں کیسی دمک رہی ہے' نازیہ' شیریں' فائزہ' سب کے رنگ کیسے صاف ہیں' کتنی شفاف جلد' آنکھیں کیسی جگر جگر چمکتی ہیں۔ ایک میں ہوں۔ اپنی بہنوں اور کزنز سے کس قدر مختلف۔ اس کا دل افسردگی سے سوچتا۔

وہ بچپن سے حساس تھی لیکن جب سے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تھا اس کی ہر سوچ کی تان اسی پر آکر ٹوٹتی تھی۔ شاید یہ عمر ایسی ہی ہوتی ہے جب انسان کو آئینہ اچھا لگتا ہے۔ سنورنا اور سراہے جانا بھاتا ہے۔ لیکن اتنے خوب صورت چہروں کے جھرمٹ میں اسے کون سراہتا۔ شاید وہ ان سب سے الگ ہوتی تو کوئی ایک نگاہ کبھی کبھار اس پر بھی کسی کی پڑ جاتی۔

لیکن اسکول کالج میں بھی تو یہی ہوتا تھا۔ کسی بھی فنکشن میں' ٹیبلو اور ڈرامے کا ہر اچھا رول خوبصورت لڑکیوں میں تقسیم ہو جاتا اور وہ کہیں بہت پیچھے رہ جاتی۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ اپنی صورت کی اس کمی کو اچھی پڑھائی' سگھڑاپے اور خوب صورت اخلاق سے پورا کرنے کی کوشش کرتی لیکن اس نے ایسا بھی تو نہ کیا تھا۔

وہ ہر وقت یہی سوچ سوچ کر جلتی' کڑھتی رہتی۔ میں ان سب جیسی کیوں نہیں ہوں۔ ان جیسی حسین' دلکش اور خوب صورت۔

"خدا کے لیے مہو! تم اتنا سوچنا اور جلنا کڑھنا چھوڑو۔ اس سے تمہاری اسکن پر اثر پڑ رہا ہے۔ آنکھوں کی چمک الگ ماند پڑ گئی ہے۔" اس کی مخلص بہن ستارہ اسے سمجھاتی۔

"کیا میں بہت بدشکل ہوتی جا رہی ہوں؟" اس کا دل دھک سے رہ جاتا۔

"نہیں' نہیں میرا مطلب یہ نہیں ہے۔ لیکن دیکھو اچھی سوچیں' شکل و صورت پر اثر ڈالتی ہیں۔ مسکراتا چہرہ سب کو بھلا لگتا ہے' روتی بسورتی صورتوں سے سب جلدی بیزار ہو جاتے ہیں۔ تمہارا ناک نقشہ اتنا اچھا ہے۔ کالے بال کتنے گھنے اور خوب صورت ہیں۔ بس ایک رنگ تو کم ہے۔ اس کا کیا ہے جلد کو صاف ستھرا رکھا کرو خوش رہا کرو۔"

"ستارہ! میں تم جیسی حسین کیوں نہیں ہوں۔ جبکہ ہمارے ماں باپ ایک ہیں تم اور افشاں کتنی پیاری ہو۔" اس کے لہجے میں رشک ہوتا۔

"احمق ہو بالکل۔ الٹی سیدھی سوچوں سے نجات حاصل کرو پلیز۔" وہ اسے ڈانٹ دیتی۔

"تو کیا کروں پھر ہر ایک نظر میں حیرت ہوتی ہے میرے لیے۔ کیا میں واقعی تم دونوں کی بہن ہوں۔ ہمارا خاندان اپنی خوب صورتی کے لیے مشہور ہے۔ لیکن میں۔" اس کی آواز بھرا جاتی تو ستارہ کو اس پر ترس آجاتا۔

"پاگل۔ سارا دن بس یہی سوچتی رہتی ہو۔ سانولا رنگ تو خوب صورتی کی نشانی ہوتا ہے۔ بشرطیکہ جلد شفاف ہو اور ناک نقشہ اچھا ہو۔" وہ اسے تسلی دیتی۔

"غلط کہہ رہی ہو تم۔ جب بھی ہم کسی تقریب میں جاتے ہیں تو کسی خاتون کی ہماری [illegible] ہمیشہ تمہارے اور افشاں ہی کے لیے ہوتی ہے۔ کسی کو میں نظر نہیں آتی۔" اس کی بات حرف بہ حرف سچ تھی۔

ستارہ اس سے سال بھر بڑی تھی اور افشاں دو سال چھوٹی۔ لیکن ان کے گھر ہمیشہ ستارہ یا افشاں کے رشتے آتے۔ خاندان میں بھی اگر کوئی اس سلسلے میں بات کرتا تو ان دونوں کے لیے اسے سب نظر انداز کر دیتے۔

امی کبھی کبھی پریشان ہو کر کہہ اٹھتی تھیں۔ "ہائے اس لڑکی کا کیا بنے گا۔ جو کہتا ہے ستارہ کے لیے یا افشاں کے لیے باہر سے بھی بھولے بھٹکے کوئی آجائے تو گھر میں ستارہ اور افشاں کو دیکھ کر اسے بھول جاتا ہے۔"

"کیوں پریشان ہوتی ہو بھاگوان۔ کہیں تو جوڑا بنا ہو گا اس کا پھر چاہے بیچ میں افشاں آئے یا ستارہ کچھ نہیں ہو گا۔" ابو سمجھاتے۔

"اسی انتظار میں عمر نہ نکل جائے اس کی۔"

"اس کا بھی دن تاریخ وقت سب مقرر ہے' تم خود کو ہلکان نہ کیا کرو۔" ابو امی سے قدرے مختلف سوچ کے مالک تھے۔

"ہاں ہوں اس کی' بہنوں کے مقابلے میں دبتی ہوئی رنگت کی وجہ سے پہلے ہی احساس کمتری ہے۔ اسے شادی میں بھی دیر ہوئی تو اور احساس کمتری بڑھ جائے گا میری بچی کا۔" امی کا لہجہ یاسیت لیے ہوتا۔

"تو سمجھایا کرو اسے ہر بات کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔" شاباش تھی ابو کے اطمینان پر لیکن اسے کون اطمینان دلاتا۔

اس کا اطمینان تو اسی روز رخصت ہو گیا تھا جس روز اس نے سمجھ اور شعور کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تھا۔

لوگوں کا نظر انداز کرنا اور اس پر اس کی بہنوں کو فوقیت دینا' یہ سب باتیں دکھ کا کارن تھیں۔ کاش لوگوں کی نظروں میں اس کی بھی کوئی اہمیت ہوتی۔ وہ اسے بھی اتنی ہی توجہ دیتے تو آج اس کا یوں اپنی ذات پر سے اعتماد نہ اٹھتا۔

لیکن جب اس کی کلاس فیلو عنبر کی آنکھوں میں اس نے اپنے لیے پسندیدگی دیکھی تو وہ حیران رہ گئی۔

"سنو مہر! تمہاری کہیں بات تو طے نہیں ہوئی نا؟" اس نے پوچھا تو وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

"کیوں؟"

"میں آج کل اپنے بھائی کے لیے لڑکیاں دیکھ رہی ہوں۔ جانے مجھے تمہارا خیال کیوں نہ آیا۔ تم تو خاصی چارمنگ ہو۔" عنبر کے الفاظ اسے ششدر کرنے کے لیے کافی تھے۔

وہ اس کی کلاس فیلو ضرور تھی' لیکن کوئی بے تکلف دوست نہ تھی۔ لیکن وہ اس کے لیے اس طرح بھی سوچنے لگے گی یہ کسے معلوم تھا۔

"تم اجازت دو تو کل ہم لوگ تمہارے گھر آجائیں۔" اس نے پھر کہا تو وہ ہوش کی دنیا میں آگئی۔

"ہاں' پتا نہیں۔"

"یہ پتا نہیں کیا ہوتا ہے۔ اچھا تم کل اپنے گھر میں بتا دینا۔ میں امی کے ساتھ آؤں گی تمہارے گھر۔" عنبر اس کے گڑبڑانے پر مسکراتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

پھر وہ لوگ آئے۔ عنبر تو وعدے کی بڑی پکی نکلی۔ وہ واقعی اپنے بھائی کے لیے لڑکی ڈھونڈ رہی تھی۔ انہوں نے رشتہ بھی دیا۔ لیکن اس کے لیے نہیں بلکہ ستارہ کے لیے۔

ستارہ اور افشاں امی کی ہدایت کے مطابق سامنے نہیں آئی تھیں لیکن عنبر کے دوسرے کمروں میں جانے پر پابندی تو نہیں تھی۔

"ارے تمہاری بہنیں اتنی خوب صورت ہیں۔ تم کس پر گئی ہو؟" عنبر نے دونوں کو دیکھتے ہی اس سے پوچھا۔ اس وقت وہ بھول چکی تھی کہ ابھی کل ہی وہ اسے "خاصا چارمنگ" کہہ چکی تھی۔

"ہماری بہن ہم پر ہی گئی ہے۔ آپ کو اس طرح نہیں کہنا چاہیے۔" ستارہ نے مہر کے چہرے پر گزرتے سایوں کو دیکھتے ہی سنجیدگی سے کہا۔

"اوہ سوری! میرا مطلب تھا کہ۔" عنبر کو اپنے لفظوں کی بدصورتی کا فوراً" احساس ہو گیا۔

"کوئی بات نہیں۔ یہ میرے لیے نئی بات نہیں ہے۔" وہ پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

اور پھر اس کا اپنی ذات پر بچا کھچا اعتماد بھی ختم ہو گیا۔

عنبر کے بھائی کا پروپوزل جو ستارہ کے لیے آیا تھا' اس کے لاکھ شور مچانے کے باوجود ستارہ نے لوٹا دیا۔

"لیکن کیوں؟۔ صرف میری وجہ سے تم ایک اچھا رشتہ لوٹا رہی ہو۔"

"صرف تمہاری وجہ سے نہیں بلکہ ان لوگوں کو احساس ہونا چاہیے' آئے کسی کے لیے پسند کسی کو کیا اور وہ تمہاری کلاس فیلو' اس کا انداز کتنا بھونڈا تھا۔ بات کرنے کی تمیز تک نہیں تھی۔" ستارہ کو بہت غصہ آ رہا تھا۔

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

"اپنی رائے دینے کا حق تو سب کو ہوتا ہے۔"
"بھاڑ میں جائے ایسی رائے جس سے کسی کے دل کو تکلیف پہنچے۔ کوئی کالا ہے' کوئی ٹھگنا ہے' کوئی موٹا ہے کسی کی آنکھیں چھوٹی ہیں تو کسی کی ناک پھیلی ہوئی ہے۔ ایسی رائے دینے کا کیا حق دیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں۔ ہمارے اپنے ہاتھ میں ہوتا تو ہم کیا سے کیا بنا لیتے خود کو پھر جو چیز ہمارے اختیار میں نہیں اس کا مذاق بھی کیوں اڑائیں۔ یہ تو اللہ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔" ستارہ کہتی چلی گئی۔
وہ خاموشی سے قالین کو پیر کے انگوٹھے سے کریدتی رہی۔
"چلو اب تم بددل مت ہو۔ دنیا بدصورت ذہنیت رکھنے والے لوگوں سے بھری پڑی ہے۔ ہم سب کی ذہنیت نہیں بدل سکتے۔ دیکھنا تمہاری شادی اتنے حسین آدمی سے ہوگی کہ سب دیکھتے رہ جائیں گے۔"
"خدا کے لیے ایسی دعا مت دو۔ پھر تو ہر جگہ مذاق بنا کرے گا میرا۔ پہلوئے حور میں لنگور۔" وہ ہنسنے لگی۔
"اچھا بکواس مت کرو اور یہ افشاں کہاں ہے؟" بات کا موضوع بدل گیا۔ لیکن بات بدل دینے سے تقدیر نہیں بدلا کرتی وہ تو جوں کی توں تھی۔
امی نے مناسب یہی سمجھا کہ اب کی بارہ ستارہ کا جو بھی رشتہ آئے گا وہ اس کے فرض سے فارغ ہو جائیں تاکہ لوگوں کو مہر بھی نظر آسکے۔
"لیکن افشاں۔" انہیں یاد آیا ابھی تو افشاں بھی باقی تھی۔ ستارہ کے بعد لوگوں کی نظر یقیناً" افشاں پر آٹکتی۔
بڑی پھپھو کے احمد کا رشتہ ستارہ کے لیے آیا تو امی کے جانو دل کی کلی کھل گئی۔
احمد ہر لحاظ سے مکمل اور اچھا تھا۔ شکل و صورت تو اس کی خاندان میں سب سے اچھی تھی۔ تعلیم اور رکھ رکھاؤ میں بھی وہ بہت آگے تھا۔ ایک غیر ملکی فرم میں بہت اچھی پوسٹ پر لگ گیا تھا۔ امی نے تو سوچنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی اور پھر جب انہیں پتا چلا کہ یہ خود احمد کی بھی خواہش ہے تو پھر باقی کیا رہ جاتا تھا۔
"ہائے بجو! بڑی خوش نصیب ہو۔ اتنا بڑا گھر' احمد بھائی جیسا شوہر۔ صرف ساس وہ بھی پھپھو ہیں' جان چھڑکتی ہیں۔ عیش ہو گئے تمہارے تو۔" افشاں کو ستارہ پر بہت رشک آرہا تھا۔
"فکر کیوں کرتی ہو تمہارے لیے بھی ایسا ہی لڑکا ڈھونڈیں گے۔" ستارہ آج کل بہت خوش تھی۔
"ہاں تمہیں کیا کمی ہے۔ تمہیں آسانی سے احمد بھائی جیسا لڑکا مل جائے گا۔" مہرو کی آواز مضمحل سی تھی۔
"اور تمہیں بھی۔" افشاں نے پیار سے اس کے گلے میں بانہیں ڈال دیں۔
"مجھے۔" وہ تلخی سے ہنس پڑی۔ "مجھ جیسی لڑکیوں کو تو شادی ہو جائے تو ان کی خوش نصیبی ہے ورنہ وہ ماں باپ کی دہلیز پر بیٹھی بیٹھی بوڑھی ہو جاتی ہیں۔"
"یا اللہ مہر! تم ایسی باتیں کیوں سوچتی رہتی ہو ہر وقت۔" ستارہ نے اسے ڈانٹ دیا۔ احمد کی بے تابیاں عروج پر تھیں۔ کبھی اس کا فون آجاتا تو کبھی وہ خود تحائف "کارڈز' فون کالز کا تانتا بندھا رہتا۔
شادی میں دو ڈھائی مہینے تھے اتنے میں اس کے بھیجے ہوئے تحائف سے ستارہ کا کمرہ بھر گیا۔
اس روز رشتے داروں میں کسی کی شادی تھی۔ قریبی کزن ہونے کی وجہ سے ان تینوں نے بہت تیاریاں کی تھیں۔ حالانکہ امی نے تو بار بار کہا تھا کہ اب ستارہ کی شادی میں کچھ دن تو باقی ہیں اس میں بھی بہت خرچا ہوگا لیکن وہ تینوں کب مانی تھیں۔
شادی والے روز کے لیے ستارہ اور مہرالنساء نے اتفاق سے ایک سے کپڑے بنوائے تھے۔ وہ تینوں بازار گئیں تو لائٹ پنک اور موو کلر کا وہ خوب صورت سا سوٹ مہرالنساء اور ستارہ دونوں کو یکساں طور پر پسند آگیا۔
"کوئی بات نہیں تم بنا لو یہ سوٹ' میں دوسرا لے

لوں گی۔" مہرالنساء کے آنکھوں کی جوت بجھ سی گئی تھی۔
"کیوں میں کیوں؟ تم بنا لو تم پر اچھا لگے گا۔" ستارہ بھی قربانی دینے میں کم تو نہ تھی۔
"ایسا کرو تم دونوں بنا لو۔" افشاں نے مشورہ دیا۔
"ہاں یہ ٹھیک ہے۔ تم بھی لے لو افشاں ایک ایسا ہی سوٹ۔" ستارہ کو اس کی رائے پسند آگئی۔
"نہیں بھائی یونیفارم لگے گا۔ یا پھر ٹوئنز سسٹرز لگیں گے ہم تینوں۔ تم دونوں کافی ہو کبھی دل چاہا تو مہر سے لے کر پہن لوں گی۔" اس نے ستارہ کی رائے مسترد کر دی۔
یوں روزینہ کی شادی میں وہ دونوں ایک سے سوٹ پہنے تھیں۔ سب ستارہ کو سراہ رہے تھے کسی نے بھی اس کی تعریف نہیں کی تھی۔
اس کا دل ایک دم ہر شے سے اکتا گیا تو وہ سب کے درمیان سے اٹھ کر نسبتاً" خاموش جگہ پر چلی آئی۔
ہر چہرے پر مسرت تھی۔ سوائے اس کے۔ شاید وہ ضرورت سے زیادہ حساس تھی۔
"ارے تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" پیچھے سے اس کی کزن کومل نے آکر اچانک کہا تو وہ چونکی۔
"بس یونہی۔"
"تمہیں کوئی پوچھ رہا تھا وہاں۔ شاید کوئی تمہاری کلاس فیلو ہے۔"
"میری کلاس فیلو؟ یہاں کون ہے؟" اس نے پوچھا۔
"معلوم نہیں وہ وہاں تھی۔ پتا چلا کہ تم بھی آئی ہوئی ہو۔ آؤ خود دیکھ لو۔"
وہ کومل کے ساتھ چلی آئی۔ یہ لان کا یہ حصہ کافی اندھیرا تھا۔ لائٹ بھی خراب تھی شاید اس لیے یہاں لوگوں کے بیٹھنے کا انتظام نہیں تھا۔
"یہاں تو کوئی نہیں ہے۔ بالکل اندھیرا ہو رہا ہے۔" اس نے حیرت سے کومل سے کہا۔
"میں بلاتی ہوں جانے کہاں چلی گئی وہ۔" کومل ایک دم اسے چھوڑ کر غائب ہو گئی۔
اسے خوف سا آنے لگا۔ اس نے جانے کے لیے قدم اٹھائے تو پیچھے سے کسی نے آکر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔
"ظالم لڑکی بلا بلا کر تھک گیا' آ کیوں نہیں رہی تھیں۔ اتنا لمبا عرصہ باقی ہے شادی میں فون 'کارڈز اور لیٹرز سے میرے اندر کی تشنگی نہیں بجھتی۔ دور دور سے نظارے دکھا کر سکون لوٹ لیتی ہو۔"
"کون؟ کون ہے؟ چھوڑو میرا ہاتھ۔" خوف سے اس کا برا حال ہو گیا۔
"میں ہوں یار احمد' کسی اور کی مجال ہے' جو تمہیں ہاتھ بھی لگائے۔"
"احمد بھائی۔" وہ چیخ ہی پڑی "چھوڑیں مجھے میں مہرالنساء ہوں۔"
"مہرالنساء۔" احمد کے گویا کرنٹ لگ گیا۔ "تم یہاں کیسے میں نے تو ستارہ کو بلوایا تھا یہاں۔" اس وقت بیک وقت کئی لوگوں کے ہنسنے کی آوازیں آئیں۔ وہ سب سامنے آگئے۔ کومل' شیریں' فاروق' فائزہ' شہزاد' سعود' نازیہ' سب ہی موجود تھے۔ ہنس رہے

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

تھے۔

مہرالنساء نے دھندلائی ہوئی آنکھوں سے دیکھا۔ افشاں اور ستارہ بھی تھیں۔ لیکن ان کے چہرے سنجیدہ تھے۔

"یہ کیا مذاق ہے؟" احمد کو غصہ آگیا۔

"کیا ہوا یار! سالی بھی آدھی گھر والی ہوتی ہے۔" فاروق نے آگے بڑھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ مارا۔

"ہم دیکھنا چاہتے تھے کہ آپ ستارہ کی خوشبو پہچانتے ہیں یا نہیں۔ عشق کا دعویٰ تو بہت ہے۔ لیکن آپ تو فیل ہو گئے۔ چچ چچ۔" کومل نے افسوس کا اظہار کیا۔

"مجھے نہیں معلوم تھا تم سب یہ کر رہے ہو ورنہ میں یہاں کبھی نہ آتی۔" افشاں کو سخت غصہ آرہا تھا۔ جبکہ ستارہ بالکل خاموش کھڑی تھی۔

"کیا ہے یار۔ ذرا سا مذاق تھا۔ شکر کرو احمد بھائی اس سے آگے نہیں بڑھے۔" شہزاد کو بھی بہت مزا آرہا تھا۔

تذلیل کے احساس سے مہرالنساء کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔

"شکر ہے اللہ کا یہ مذاق ہی تھا۔ ورنہ میں تو یہ گجرے ان کے بالوں میں لگانے ہی والا تھا۔" احمد نے ہاتھ آگے کیا جس میں موتیا کے پھولوں کے گجرے تھے۔

"کیا ہوتا جو لگا دیتے۔" فاروق ہنسا۔

"اللہ نہ کرے۔" احمد نے جلدی سے کہا۔ "میں تو خواب میں بھی ایسا نہیں سوچ سکتا۔"

"ہاں بھئی کہاں ستارہ اور کہاں مہرالنساء۔" جانے کس نے کہا۔ مہرالنساء سے مزید برداشت نہ ہو سکا تو وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر وہاں سے چلی گئی۔ افشاں اس کے پیچھے پیچھے تھی۔

"یہ کس قسم کا مذاق تھا کومل! انتہائی گھٹیا۔ مہر کے دل کو کیسی ٹھیس پہنچی ہوگی۔ تم لوگوں نے ذرا نہیں سوچا۔" ستارہ مہر کے جاتے ہی ان سب پر برس پڑی۔

"لو ٹھیس پہنچنے کی کیا بات، ذرا سے مذاق پر۔ اسے برا لگ گیا۔"

"منا لیں گے اسے بھی۔ ہاں تمہیں افسوس ہو رہا ہو تو اور بات ہے کہ احمد بھائی نے اسے۔" سعود نے معنی خیز انداز میں کہا تو وہ ان سب پر دل ہی دل میں لعنت بھیجتی وہاں سے چلی گئی۔

گھر آکر بھی مہرالنساء کے دل و دماغ سے وہ منظر نہیں ہٹ رہا تھا۔ وہ ان سب کا ہنسنا، معنی خیز نظریں، تذلیل کرنے والے الفاظ سب کچھ جیسے ذہن سے چپک سا گیا تھا۔

حالانکہ افشاں اور ستارہ اسے کئی بار سمجھا چکی تھیں کہ ان سب کا مقصد محض مذاق تھا۔ لیکن اس کی چپ نہیں ٹوٹ رہی تھی۔

"اللہ نہ کرے۔ میں تو مذاق میں بھی ایسا نہیں سوچ سکتا۔" احمد کے الفاظ اس کے ذہن میں گونجتے۔ وہ خود کو سمجھانے کی کوشش کرتی۔ لیکن تضحیک سے بھرپور وہ نظریں، وہ الفاظ، وہ مسکراہٹیں اس کا پیچھا نہ چھوڑ رہی تھیں۔

پھر ستارہ کی شادی میں اس نے خود کو بالکل پیچھے پیچھے رکھا۔ احمد سے تو مذاق تو دور کی بات، عام سی بات کرنے کو بھی جی نہ چاہ رہا تھا۔ جبکہ افشاں ہر [illegible] اسے اپنے ساتھ گھسیٹنا چاہتی لیکن وہ بہانا بنا کر غائب ہو جاتی۔ احمد سے نیگ کے لیے لڑتے ہوئے بھی وہ اسے بلواتی رہی لیکن جانے وہ کہاں تھی۔

ستارہ رخصت ہو گئی تو اس نے اطمینان کا سانس لیا۔ حالانکہ اس نے ستارہ کی شادی کے لیے کیا کیا نہ سوچا تھا۔ ایسے کپڑے بنوائے گی، احمد بھائی سے مہندی اور جوتا چھپائی پر نیگ کے لیے کیسا کیسا لڑے گی۔ یہ کرے گی وہ کرے گی۔ لیکن سب ارمان سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے اس کا دل ہر شے سے اچاٹ ہو گیا تھا۔

دوسرے دن افشاں اس سے کہہ کہہ کر تھک گئی کہ وہ سب کے ساتھ ستارہ کو لینے چلے لیکن اس نے صاف انکار کر دیا۔ "میرے سر میں سخت درد ہے۔ میں اور سوؤں گی کچھ دیر تم لوگ لے آؤ۔ گھر آئے گی ستارہ

تو ملاقات ہو ہی جائے گی۔"

"مرضی ہے تمہاری دیکھنا بجو کتنا ناراض ہوں گی۔" افشاں نے اسے دھمکی دی لیکن اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ ستارہ آئی تو جیسے اس کے چہرے پر نظر نہ ٹکتی تھی۔ ایک رات میں ہی احمد نے جانے کون سا طلسم پھونکا تھا اس پر، کیسی کھلی پڑ رہی تھی وہ۔

"کتنی خراب ہو لینے کیوں نہیں آئیں؟" اسے دیکھتے ہی وہ لپٹ گئی۔

"سر میں درد تھا۔ برا لگتا اشتہار بن کر بیٹھی رہتی وہاں۔ تم سناؤ کیسی ہو؟"

"ایک دم فرسٹ کلاس۔" وہ پھر سے مسکرا دی۔

"اللہ کرے یونہی خوش رہو۔ اچھا چائے پیو گی؟" وہ چاہنے کے باوجود احمد کے بارے میں نہ پوچھ سکی۔

"ضرور پیوں گی۔ ناشتہ بھی کروں گی۔ رات سے کچھ نہیں کھایا۔ ناشتے پر بھی اتنی شرم آرہی تھی۔ صرف چائے پی کر اٹھ گئی۔"

"لو یہ کیا بات ہوئی جہاں ساری عمر رہنا ہے۔ وہاں کیا شرمانا۔"

"تمہاری شادی ہو تو پھر پوچھوں گی۔ سسرال جاتے ہی کھانے پینے پر کیسے شرم آتی ہے۔"

"اچھا، تم لیٹ جاؤ تھوڑی دیر میں چائے بناتی ہوں۔ یہ افشاں جانے کہاں ہے؟" وہ اٹھ کر چلی گئی۔

رات میں احمد ستارہ کو لینے آیا تو وہ نہانے کا بہانا کر کے باتھ روم میں گھس گئی۔

"عجیب ہو تم بھی نہانے کا کون سا وقت تھا اور کیا ایک گھنٹے میں نہایا جاتا ہے۔ احمد بھائی تمہیں کتنا پوچھ رہے تھے۔" وہ نہا کر نکلی تو افشاں نے اسے ڈانٹنا شروع کر دیا۔

"چلے گئے وہ دونوں۔ کھانے پر نہیں رکے؟"

"میں نے اور امی نے تو کتنا روکا۔ کہنے لگے پھپھو اکیلی ہیں۔ چائے بمشکل پی۔"

"چلو اب تو آتے جاتے رہیں گے۔ مل لوں گی۔" وہ اطمینان سے آئینے کے سامنے اپنے بال سلجھانے لگی۔

ستارہ کیا رخصت ہوئی افشاں کے لیے رشتوں کا تانتا بندھ گیا۔ جسے دیکھو منہ اٹھائے چلا آرہا ہے۔ افشاں تھی بھی تو ایسی جو دیکھتا مبہوت رہ جاتا۔ گلابی صاف ستھری جلد، براؤن آنکھوں پر مڑی ہوئی پلکیں، چمکدار چاکلیٹی بال، نازک سا سراپا کوئی خامی ڈھونڈے سے بھی نہ ملتی تھی۔

امی چاہتی تھیں کہ پہلے مہرالنساء کے لیے کوئی اچھا رشتہ مل جائے لیکن ہر اچھا رشتہ افشاں کا طالب بن جاتا وہ منع کر کر کے تھک گئیں تو ابو نے انہیں سمجھایا۔ "یہ غلطی مت کرو نفیسہ اچھے رشتے بھی ایک وقت تک آتے ہیں۔"

"تو پھر کیا کروں۔ جسے دیکھو افشاں کے لیے آتا ہے۔ مہرالنساء کا کیا کروں۔ بڑی کے ہوتے چھوٹی کو بیاہ دوں۔"

"کیا حرج ہے۔ پہلی بار تو نہ ہوگا ایسا۔ پھر افشاں کی ہو جائے گی تو لوگوں کو سوائے مہرالنساء کے کوئی نہ نظر آئے گا"

"لیکن اس طرح مہرالنساء وہ کیا سوچے گی؟"

"کچھ نہیں سوچے گی۔ وہ سمجھ دار بچی ہے پھر یہ سب ہمارے ہاتھ میں نہیں۔ آج کل لوگوں کی سوچ صرف چہروں تک محدود ہو گئی ہے۔"

"ہاں چاہے اپنا بیٹا کیسا بھی ہو۔ لڑکی حسین و جمیل چاہیے۔" امی غصے سے بڑبڑائیں۔

افشاں لاکھ منع کرتی رہی۔ چیختی چلاتی رہی لیکن امی نے فیضان کے گھر والوں کو ہاں کہہ دی۔

احمد سے وہ جتنی کھنچی کھنچی رہتی تھی۔ فیضان سے اس قدر ہی بے تکلف ہو گئی۔ جبکہ سب کا خیال تھا کہ افشاں چھوٹی ہے اس کی شادی پہلے ہونے کی وجہ سے شاید وہ کچھ محسوس کرے۔ لیکن وہ تو بہت خوش تھی۔

"بہت صابر ہے میری بچی۔" امی اسے یوں بھاگ بھاگ کر ہر کام میں حصہ لیتے ہوئے دیکھ کر سوچتیں ستارہ ان دنوں امید سے تھی اس لیے مجبور تھی۔ سو اسے ہی ہر کام میں آگے رہنا پڑتا۔

لیکن اس روز جب پھپھو کا گھبرایا ہوا فون آیا تو وہ

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

سب کچھ بھول بھال امی کے ساتھ ہاسپٹل بھاگی۔ ستارہ ہاسپٹل میں تھی اور اس کی حالت نازک تھی۔ بی پی اچانک شوٹ کر گیا تھا۔ بچے کی ہارٹ بیٹ بھی کم ہو رہی تھی اس لیے فوری طور پر اس کے آپریشن کا فیصلہ کیا گیا تھا۔

لیکن قدرت کی ستم ظریفی کے آگے سب بے بس رہ گئے۔ وہ ہنستا کھلتا دلکش چہرہ ان سب کو' چند گھنٹوں کے بچے کو چھوڑ کر چلا گیا۔

ان سب کی آہیں' چیخیں' دعائیں سب بے کار چلی گئیں۔ احمد کا حال دیکھا نہ جاتا تھا۔ امی اور ابو تو جیسے جیتے جی مر گئے تھے۔ افشاں شادی کا نیا ... رو رو کر تھک چکی تھی۔ پھپھو بھی جیسے ڈھے گئی تھیں اور وہ معصوم بچہ جس نے ابھی اس دنیا میں آنکھ کھولی تھی ہر سانحے سے بے خبر نیند کی وادیوں میں گم رہتا تھا۔ بھوک لگتی تو خوب چلاتا وہ اٹھ کر دودھ بناتی اور بوتل اس کے منہ سے لگا دیتی۔

کتنا بد نصیب تھا بے چارہ۔ نہ ماں کا دودھ نصیب ہوا تھا نہ گود۔

پھر آہستہ آہستہ ان سب کو صبر آتا گیا۔ پھپھو کی اجازت سے وہ ننھے منعام کو اپنے گھر لے آئی تھی۔

احمد آفس سے واپسی پر روز اس سے ملنے آتا تو وہ منعام کو امی کو تھما کر ادھر ادھر ہو جاتی۔ اس کی کوشش ہوتی کہ وہ احمد کے سامنے نہ آئے لیکن ایسا کہاں ممکن تھا۔

اس روز جب شام میں وہ آیا تو امی نہانے کے لیے باتھ روم میں تھیں۔ نوکر نے جب بتایا تو وہ مجبوراً منعام کو گود میں لیے باہر آئی۔ وہ لاؤنج میں بیٹھا کوئی میگزین دیکھ رہا تھا۔

"یہ لیجیے۔" اس نے منعام کو اس کی گود میں دیا پھر جانے کو مڑی۔ "آپ چائے پئیں گے؟"

"ہاں اگر زحمت نہ ہو تو۔" وہ منعام کو اچھالنے لگا۔

"زحمت کی کیا بات ہے' سلیمان بنا دے گا ابھی۔"

"تمہارا بہت بہت شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا میں۔ بہت خیال رکھتی ہو تم منعام کا۔" وہ پیچھے سے بولا۔

"شکریے کی کیا بات ہے۔ کیا یہ میرا بھانجا نہیں ہے۔ ویسے بھی مجھ سے زیادہ امی خیال رکھتی ہیں اس کا۔" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"جانتا ہوں۔" اس کے جواب پر احمد نے ایک نگاہ اس پر ڈالی۔ ملگجے سے کپڑوں کے ساتھ وہ ہمیشہ سے بھی عام لگ رہی تھی۔

"امی ابھی آتی ہیں۔" وہ مزید نہیں رکی جانے کیوں آج بھی احمد کو دیکھ کر اسے اپنی وہ تضحیک یاد آجاتی۔

پھر ایک روز پھپھو چلی آئیں اور جب ان کے جانے کے بعد اسے ان کی آمد کا سبب معلوم ہوا تو بیٹھی رہ گئی۔ احمد کے لیے یقیناً "لڑکیوں کی کمی نہیں تھی لیکن منعام کے لیے ماں کا ملنا مشکل تھا اور پھپھو کا خیال تھا کہ وہ منعام کے لیے اچھی ماں ثابت ہو سکتی ہے۔

"لیکن میں اس کے لیے تیار نہیں۔ پلیز امی! میں شادی نہیں کروں گی۔ لیکن منعام کو اپنی اولاد کی طرح پالوں گی۔" اس نے احتجاج کیا۔

"کب تک بیٹا! آخر تو تمہیں کسی کا ہاتھ تھامنا پڑے گا۔ پھر وہ لوگ کیسے قبول کریں گے منعام کو۔ احمد دیکھا بھالا ہے۔ تمہاری پھپھو' وہ گھر سب دیکھا ہوا ہے ہمارا۔ ستارہ بھی کتنی خوش تھی وہاں۔" ان کی آواز بھیگ گئی۔

"ستارہ کی بات اور تھی امی! وہ من چاہی تھی میں تو۔"

"تم میں بھی کیا کمی ہے بیٹا۔ یہ احمد کی بھی خواہش ہے۔"

"احمد بھائی کی خواہش۔" اس کے کانوں میں پھر سے احمد کے الفاظ گونجنے لگے۔ "اللہ نہ کرے۔ میں تو خواب میں بھی ایسا نہیں سوچ سکتا۔"

"دیکھو بیٹا! جو بیت گیا اس پر سوچ کر مت کڑھو۔ اس وقت کس بات کی ضرورت ہے یہ دیکھو۔ تمہاری پھپھو چاہتی ہیں کہ منعام تمہارے ساتھ رہے ہمیشہ۔ جو اس صورت میں ممکن ہے کہ تمہاری شادی احمد سے ہو جائے۔"

"لیکن امی! میں ایسا نہیں چاہتی۔ پلیز آپ سمجھیں۔" وہ انہیں سمجھانے کی کوشش کرتی رہی۔

"اس میں سمجھنے والی آخر کون سی بات ہے۔ کیا کمی ہے احمد میں۔ سوائے اس کے کہ ایک بچے کا باپ ہے اور بچہ بھی کوئی غیر تو نہیں تمہاری بہن کا بچہ ہے۔" امی کو اب کی بار غصہ آگیا۔

"لیکن احمد بھائی کے ساتھ میرا جوڑ نہیں۔ وہ اتنے خوب صورت ہیں۔"

"ارے مرد کی کیا خوب صورتی کیا بد صورتی۔ بس کماؤ ہو' خاندانی ہو' تعلیم یافتہ ہو' دیکھو بیٹا کیسی اچھی اچھی شکلوں کی لڑکیاں اچھے رشتوں کے انتظار میں بیٹھی رہ جاتی ہیں۔ احمد کو بھی اچھی لڑکیوں کی کمی نہیں لیکن تمہاری پھپھو چاہتی ہیں کہ۔"

"آپ کو منعام کے جانے کی فکر ہے آپ کو میں کیا چاہتی ہوں یہ کوئی نہیں سوچتا۔" اس نے سلگ کر کہا' لیکن شاید عام شکلوں کی لڑکیاں کیا چاہتی ہیں یہ کوئی نہیں دیکھتا' نہ انہیں کچھ سوچنے کا حق ہوتا ہے۔ اس کا احتجاج دھرا کا دھرا رہ گیا اور اسے بیاہ کر احمد کے ساتھ رخصت ہونا پڑا۔

یہ اس کی سہاگ رات تھی۔ احمد کا رویہ حسب توقع تھا۔

سنجیدہ' دوستانہ اور تشکرانہ وہ اس کا شکر گزار تھا کہ اس کے بچے کی وجہ سے وہ اس قربانی پر راضی ہوئی تھی۔

"قربانی۔" مہر النساء نے جھکا ہوا سر اٹھایا۔ وہ سامنے ہی بیٹھا تھا اور اس کے پیچھے دیوار پر ستارہ کی تصویر تھی۔ دلہن کے لباس میں شرماتی ہوئی' بے اندازہ حسین۔

اسے یوں لگا جیسے وہ اسے ہی دیکھ رہی ہو۔ میرے کمرے میں' میرے شوہر کے ساتھ۔

"ستارہ جتنی خوب صورت تھی' اس کا دل بھی اتنا ہی خوب صورت تھا۔ کچھ عرصے میں ہی وہ اس گھر پر چھا گئی تھی' اس نے مجھے ازدواجی زندگی کی ہر خوشی دی۔ ایک اچھی بیوی جو جو سکھ پہنچا سکتی ہے وہ اس نے مجھے پہنچایا لیکن آخری خوشی۔" احمد کی آواز بھرا گئی۔ "وہ بہت خوش تھی۔ لیکن اسے کیا معلوم تھا کہ اس خوشی کو وہ اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ سکے گی اور اس کے بچے کی پرورش دوسرے ہاتھ آئی ایم سوری لیکن ماں' ماں ہی ہوتی ہے۔"

"ہاں ماں' ماں ہی ہوتی ہے۔ میں کتنا بھی ماں بن جانے کا کردار ادا کروں لیکن اس کی ماں تو نہیں ہوں میں تو تمہاری بیوی بھی نہیں ہوں شاید۔" وہ سر جھکائے سوچتی رہی۔

"میں تمہاری توقعات پر اترنے کی پوری کوشش کروں گا لیکن اگر مجھ سے کچھ کوتاہی ہو جائے تو درگزر کرنے کی کوشش کرنا۔"

اس کا سر ہل گیا۔

"تم بھی اب سونے کی کوشش کرو۔" احمد نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی کوشش۔ شاید ساری عمر یونہی جینے کی کوشش کرنا ہے۔" اس نے تلخی سے سوچا اور اپنا بھاری کامدار شرارہ سنبھالتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"جانے پھپھو نے اس قدر مہنگا سوٹ کیوں سلوایا تھا۔ کیا وہ نہیں جانتی تھیں کہ یہ ان کے بیٹے کی دوسری شادی ہے۔ سارے ارمان تو وہ اپنی پہلی بیوی کے ساتھ نکال چکا ہے۔ اس نے تو شاید غور سے اپنی دلہن کا چہرہ تک نہ دیکھا ہو گا کہ وہ دلہن تھی ہی کب اس کے بیٹے کی "آیا" بن کر آئی تھی' میک اپ صاف کرتے ہوئے وہ سوچتی رہی۔

اور جب وہ کمرے میں واپس آئی تو وہ پیٹھ موڑ کر سو چکا تھا یا پھر سونے کی کوشش کر رہا تھا وہ بھی چپ چاپ اپنے کپڑے سمیٹ کر ایک کونے میں ٹک گئی۔

ستارہ اب اس گھر میں نہیں تھی لیکن گھر کے کونے کونے میں اس کے وجود کا احساس تھا' ہر جگہ وہ نظر آتی تھی۔ کہیں اس کی تصویر' کہیں اس کی بنائی ہوئی کوئی چیز' کہیں اس کے لگائے ہوئے پودے' گھر کا ہر نوکر اس کے گن گاتا نظر آتا تھا۔ پھپھو اسے یاد کر

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

کے بات بات پر آنکھیں بھگو لیتی تھیں اور احمد وہ تو پورے کا پورا اسی کا تھا۔

تو پھر وہ خود کہاں تھی۔

منعام کو تو وہ اپنے گھر میں بھی سنبھال رہی تھی۔ پھر اس تماشے کی کیا ضرورت تھی۔

کبھی کبھی وہ بری طرح جھنجلا جاتی۔ جی چاہتا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کہیں نکل جائے۔ جہاں اسے یوں نظر انداز نہ کیا جائے' اس کے وجود کو تسلیم کیا جائے' اسے سراہا جائے' اس سے یہ پوچھا جائے کہ آخر وہ خود کیا چاہتی ہے' کیا سوچتی ہے اور کیا پسند کرتی ہے۔ لیکن کون پوچھتا اس کے اپنوں کے نزدیک تو وہ بہت مکمل بہت مطمئن تھی۔ اتنی معمولی شکل و صورت کے باوجود اتنا اچھا اور مکمل شوہر' اتنا بڑا گھر جس پر راج کرنے کے خواب ہر لڑکی دیکھتی ہے۔

لیکن اس کی کیفیت کو کوئی نہ سمجھتا۔ نہ جان پاتا سب مطمئن تھے۔ منعام کو اچھی ماں مل گئی تھی۔ احمد کے لیے وہ بھلے اچھی بیوی نہ ہو۔ منعام کے لیے اچھی ماں اور پھپھو کے لیے اچھی بہو ثابت ہوئی تھی۔

اگلے ہی روز وہ پھپھو سے منعام کو اپنے کمرے میں لے آئی تھی۔ احمد اسے دیکھ کر چونکا تھا پھر تشکرانہ جذبات اس کی آنکھوں میں سمٹ آئے تھے۔

"تھینک یو مہر! میں خود منعام کو اپنے ساتھ' اپنے کمرے میں سلانا چاہتا تھا۔ لیکن سوچا کہ — تم جانے کیا سوچو دو دن کی دلہن۔"

دلہن' وہ بری طرح چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ صاف چہرے' بنا کسی زیور کے عام سے کپڑوں میں وہ کہاں سے دلہن لگ رہی تھی۔

کمرے میں بھی کوئی ایسا احساس نہ تھا۔ پھولوں' مہندی کی خوشبو' چاہت کے رنگ' وارفتگی' سرگوشیاں' مسکراہٹیں۔ کچھ بھی تو نہ تھا۔

پھر کون کہہ سکتا تھا کہ یہ نئی دلہن کا کمرہ ہے۔ یہاں اس کمرے میں تو اس کی کوئی تصویر تک نہ تھی بلکہ اب تک ستارہ کی تصویر موجود تھی۔

احمد اس کے اس طرح دیکھنے پر شرمندہ سا ہو گیا۔

"تم چاہو تو امی اسے سلا سکتی ہیں۔"

"نہیں یہ میرے پاس سوئے گا۔ اسی کے لیے تو میں یہاں آئی ہوں۔" اس نے جتایا تو احمد مزید کچھ نہ بول سکا۔

"کل میں اس کے لیے کاٹ لے آؤں گا۔ یہاں کافی گنجائش ہے کمرے میں۔" کچھ دیر بعد وہ پھر بولا۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ میرے ساتھ سوئے گا یہاں۔" اس نے منعام کا بستر بیچ میں بچھاتے ہوئے کہا۔

احمد صرف سر ہلا سکا۔ اس کی تو یہ دوسری شادی تھی۔ لیکن مہرالنساء کی تو یہ پہلی شادی تھی۔ اس کے دل میں کیا کیا ارمان نہ ہوں گے۔ اس نے کیا کیا سوچ رکھا ہو گا۔ لیکن یہاں اس کی اس طرح پذیرائی ہوئی تھی۔ اسے مہرالنساء پر ترس آنے لگا۔

"سنو مہرالنساء! یہاں آؤ میرے پاس۔"

"کہیے میں سن رہی ہوں۔" وہ اطمینان سے منعام کو تھپکتی رہی۔

"آئی ایم ساری۔ کل رات کے رویے پر۔ در اصل تم سمجھنے کی کوشش کرنا۔ میرے لیے یہ سب بہت مشکل ہے۔"

وہ ایک دم صاف لفظوں میں اسے نہ کہہ سکا کہ اس نے اسے صرف اپنی ماں اور بچے کے لیے اپنی زندگی میں شامل کیا ہے۔ ستارہ کی یادیں اتنی آسانی سے مٹنے والی نہیں تھیں اور وہ تو جانے کب سے شادی سے بہت پہلے سے اس کا اسیر تھا۔ خوش قسمتی سے وہ اسے مل بھی گئی۔ لیکن کتنے کم عرصے رہیں اس کی رفاقتیں۔ کتنی جلدی چھوڑ گئی وہ اسے اور یہ مہرالنساء جانے کیوں چلی آئی تھی اس کی زندگی میں نہ چاہنے کے باوجود منعام تک تو ٹھیک تھا لیکن خود اس کے وجود کا حصہ کیونکر بن سکتی تھی۔ وہ تو مکمل طور پر ستارہ کا تھا۔ پھر اس سے کیسے خیانت کر سکتا تھا۔

"جانتی ہوں۔ آپ پریشان مت ہوں۔ میرے لیے بھی یہ سب قبول کرنا آسان نہیں بلکہ ناممکن

ہے۔" اس نے بھی جتا ہی دیا۔

"چلو پھر ٹھیک ہے۔ ہمیں اس وقت کا انتظار کرنا چاہیے جب ہم ذہن و دل کے ساتھ ایک دوسرے کو قبول کر سکیں۔" وہ بھی مطمئن سا ہو گیا۔

"آپ چاہیں تو اپنے لیے برابر والا کمرہ سیٹ کر سکتے ہیں۔ دروازہ بھی اندر ہی موجود ہے۔ کسی کو پتا بھی نہیں چلے گا۔ پھپھو کون سا یہاں آتی ہیں۔" مہرالنساء نے اس کی مشکل کو اور آسان کرنے کی کوشش کی۔

"نہیں یونہی ٹھیک ہے۔ میں منعام کے ساتھ وقت گزارنا چاہتا ہوں۔" اس نے مہرالنساء کی پیشکش کو مسترد کر دیا۔

مہرالنساء کے اندر کوئی چیز ٹوٹ سی گئی۔ یعنی اس کی ذات کی کوئی اہمیت نہیں تھی احمد کی نظر میں۔ ہوتی بھی کیسے۔ اس میں کون سی خاص بات تھی جو وہ اتنا مکمل شخص اس کی جانب متوجہ ہوتا۔

"اچھا ہے کسی کی ناپسندیدہ ہستی بن کر زبردستی کسی کی زندگی میں شامل ہونے سے بہتر ہے' بے نیازی برداشت کر لی جائے۔" پھر وہ خود کون سا اس کی محبت اور توجہ چاہتی تھی۔

اسے اب کسی کی پروا نہیں تھی کون اسے چاہتا ہے' کون سراہتا ہے' کون توجہ دیتا ہے۔ کون نہیں لیکن اسے دیکھ کر جب منعام کے معصوم چہرے پر کلیاں کھلتیں' وہ اس کی جانب ہمکتا تو اسے لگتا جیسے اس کے سارے دکھ اس کی مسکراہٹ میں کہیں بہہ گئے ہیں۔ زندگی ہر جانب ہنستی ہوئی محسوس ہوتی۔

اس کی قلقاریاں زندگی کا حسن بن گئی تھیں۔ وہ اس کی ایک ایک ضرورت کا خیال رکھتی۔ وہ ذرا سا بھی روتا وہ خود ہلکان ہو جاتی۔ وہ مسکراتا تو اس کے ساتھ مسکراتی۔

پھپھو اس کی وارفتگیاں دیکھ کر جی اٹھتی تھیں۔ وہ معصوم فرشتہ جو ماں کے لمس سے ناآشنا تھا۔ شاید اس کی ماں بھی ہوتی تو اس قدر خیال نہ رکھتی۔

"کیسا جان چھڑکتی ہے منعام پر' کیسی محبت کرتی ہے سگی ماں سے بھی بڑھ کر۔ تم تو اس کا جتنا شکریہ ادا کرو کم ہے بیٹا۔" کبھی کبھی پھپھو احمد کو جتاتیں۔ وہ ان دونوں کے درمیان سرد مہری محسوس کر چکی تھیں۔

"کیوں مجھ پر کیا احسان ہے۔ وہ بھی تو سگی خالہ ہے منعام کی جو ماں کا پرتو ہوتی ہے۔" احمد جواب دیتا۔

"پھر بھی بیٹا! وہ دل کی بہت اچھی ہے۔"

"آپ اسے سوتیلی ماں ہی کیوں سمجھتی ہیں۔ خالہ کا رشتہ زیادہ گہرا ہوتا ہے۔"

"ہاں ہوتا تو ہے۔ بہر حال تم اس کو بھی توجہ دیا کرو۔ میاں بیوی تو لگتے ہی نہیں تم دونوں ایک دوسرے سے دور دور۔" پھپھو سمجھاتیں۔

"آپ کی ضد تھی۔ حالانکہ منعام وہاں اپنی نانی کے ہاں ٹھیک ٹھاک پل رہا تھا۔ ذرا بڑا ہو جاتا تو اسے جا کر لے آتے۔"

"ہاں جیسے اس کی شادی تو ہونی نہیں تھی۔ پھر تمہیں بھی شادی کرنی تو تھی۔ ساری عمر یوں تنہا تو نہیں گزار سکتے تھے۔ نہ جانے کوئی اور لڑکی کیسی ثابت ہوتی منعام کے لیے۔"

"ٹھیک ہے امی! تو جیسا آپ نے چاہا ویسا ہو تو گیا۔"

"ویسا کہاں۔" وہ ٹھنڈی سی سانس بھرتیں۔ "کیا مجھے یاد نہیں تم اور ستارہ کیسے رہا کرتے تھے۔ کیسے گھر کے ہر کونے میں اس کی ہنسی گونجا کرتی تھی۔ اس کی چوڑیوں کی کھنک' پائل کی آواز گھر کی رونق تھی۔ مہر تو یوں اجاڑ پھرا کرتی ہے جیسے۔" کہتے کہتے وہ رک جاتیں۔

"اب اس کی عادت ہے تو میں کیسے بدل سکتا ہوں امی۔" وہ پہلو بچا جاتا۔

"بیٹا! عورت مرد کے لیے سنگھار کرتی ہے۔ لیکن جب اس کا شوہر بھی اس سے بے نیاز ہو تو وہ کیوں سنورے' کسے دکھائے۔ تم نے تو اسے اپنے بچے کی آیا سمجھ لیا ہے صرف۔ کبھی اپنی بیوی سمجھا ہوتا تو آج اس کے چہرے پر بھی ایک سہاگن کا سا نکھار ہوتا۔"

"ہم بھی آپ کا امی۔" وہ انہیں ٹال کر وہاں سے ہٹ جاتا۔

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

کبھی کبھی اسے بھی احساس ہوتا تھا کہ مہرالنساء کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ وہ سنجیدہ تو تھی لیکن اتنی بھی نہیں تھی۔

سادہ تو تھی لیکن تقریبات میں، بہرحال بنی سنوری نظر آتی تھی اور اس روز روزینہ کی شادی میں تو اس نے ستارہ جیسا لباس پہنا ہوا تھا۔ خوب صورت اور دلکش یہ اور بات کہ وہ لباس ستارہ کے وجود پر مزید سج گیا تھا جبکہ مہرالنساء کا وجود اس لباس کی وجہ سے اچھا محسوس ہو رہا تھا۔ پھر کومل وغیرہ کی شرارت سے وہ کیسے اس کے ساتھ گستاخی کر بیٹھا تھا۔ کتنے دن تک اسے شرمندگی رہی تھی۔ خود مہرالنساء اس واقعے کے بعد اس سے کیسے کھنچ سی گئی تھی۔

وہ چاہتا کہ وہ مہرالنساء کو مکمل طور پر اپنا لے لیکن خود وہ بھی تو اس سے دور دور رہتی تھی۔ اسے اکیلے میں بات کرنے کا موقع تک نہیں دیتی تھی۔

اس رات بھی جب وہ منعام کو سلا کر لباس تبدیل کرنے واش روم جا رہی تھی تو وہ سامنے آگیا۔

"ایسا کب تک چلے گا مہر؟"

"کیسا؟" اس کے ابرو چڑھے۔

"یہی کہ تم مجھ سے کھنچی کھنچی رہتی ہو اور میں تم سے۔"

"یہی مناسب ہے۔"

"امی کو تشویش ہے کہ اس طرح ہمارے رشتے میں دراڑیں پڑ جائیں گی۔" وہ بغور اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"حیرت ہے۔ ہمارے رشتے میں تو اول روز سے ایک عمیق دراڑ موجود تھی۔ جسے پاٹنے کی کوشش نہ کبھی آپ نے کی نہ میں نے۔ کیونکہ اس میں منہ کے بل گرنے کا اندیشہ تھا۔"

"میں اگر اسے پاٹنا چاہوں تو۔" احمد کے ہاتھ اس کے کندھوں پر آٹکے۔ جانے اسے کیوں لگا دو انگاروں نے اسے چھو لیا ہو۔

"ہرگز نہیں۔ میں ایسا قطعی نہیں چاہتی۔" اس نے اپنے کندھے جھٹکے لیکن احمد نے اسے اپنے مزید نزدیک کرکے اپنے بازو اس کے گرد پھیلا دیے۔

"کیوں تم میری بیوی ہو ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند نہ سہی۔ ایک مجبوری کا سا رشتہ سہی لیکن بہرحال ہم میاں بیوی ہیں۔" وہ اس پر جھکا۔

"اللہ نہ کرے۔ میں تو خواب میں بھی ایسا نہیں سوچ سکتا۔" کہیں سے آواز آئی تو وہ ایک جھٹکے سے اس سے علیحدہ ہو گئی۔

"پلیز چلے جائیں یہاں سے۔ مجھے مت چھوئیں پلیز۔" وہ دونوں ہاتھ سے منہ ڈھانپ کر رونے لگی۔

"مہر! دیکھو۔" احمد نے پھر اسے چھونا چاہا تو اس نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"میں نے کہا ناں۔ یہ ممکن نہیں میں نے صرف منعام کی وجہ سے آپ کو اپنایا ہے۔ ہمارے درمیان صرف ایک ہی تعلق ہے۔ اس سے کچھ زیادہ نہیں۔ آپ کو اگر بیوی کی ایسی ہی ضرورت ہے تو میری طرف سے اجازت ہے آپ کو۔ آپ دوسری شادی کر لیں۔"

"دوسری شادی۔" احمد ششدر رہ گیا۔ وہ کون سا بیوی کے لیے یوں مرا جا رہا تھا جو وہ اس کے کہنے پر۔

"کیا سمجھتی ہو تم خود کو۔ کون سی حور پری ہو۔" اسے سخت غصہ آگیا۔

مہرالنساء کا چہرہ پھیکا پڑ گیا۔ مل گیا ناں آخر صورت کا طعنہ۔

وہ چند لمحوں کے لیے اسے دیکھتی رہی پھر پلٹ کر واش روم میں گھس کر دروازہ بند کر لیا۔ احمد کو اپنے لفظوں کا احساس ہوا تو اسے شرمندگی سی ہوئی۔ لیکن اگلے ہی لمحے جب اسے یاد آیا کہ خود وہ اس کی پیش رفت کو ٹھکرا چکی ہے تو اس شرمندگی کا احساس فوراً زائل ہو گیا۔

پھر ایک روز جب وہ آفس سے آیا تو وہ منعام کے ساتھ کھیل میں مصروف تھی۔

"سنو رات میں تیار ہو جانا۔ میرے ایک خاص دوست کی شادی ہے۔ تمہیں ضرور چلنا ہے۔" احمد نے کمرے کی جانب جاتے جاتے کہا۔

"ایسا کیا ضروری ہے۔ آپ پھپھو کو لے

جائیں۔"

"امی بھی چلیں گی۔ منعام کو بھی تیار کر لینا۔" اس کا لہجہ حتمی تھا۔ وہ مزید کچھ نہ کہہ سکی پھر جب وہ تیار ہونے جا رہی تھی تو وہ ٹوک بیٹھا۔

"سنیں آپ میلاد شریف میں نہیں جا رہیں، جو یہ سوٹ نکالا ہے۔ شادی کی مناسبت سے کپڑے نہیں ہیں آپ کے پاس۔"

"ہیں، میں نے سوچا کہ۔" وہ بات ادھوری چھوڑ کر دوسرے کپڑے نکالنے لگی اور جب وہ تیار ہو کر آئی تو پھپھو بھی تعریف کرنے لگیں۔ جانے کیا سوچ کر وہ سنجیدہ سی ہو گئی۔ یقیناً پھپھو اس کا دل رکھنے کو اس کی تعریف کر رہی تھیں۔ ورنہ کہاں ستارہ اور کہاں وہ احمد تیار ہو کر کس قدر شاندار لگ رہا تھا اور وہ اتنی عام سی اس کے ساتھ کہاں اچھی لگے گی۔ سب کیا سوچیں گے۔

"چلیں۔" احمد نے اسے یوں گم صم ہوتے دیکھا تو ٹوکا۔ اس کے کھلے حسین لمبے بال اسے چونکا گئے تھے۔

"ہاں چلو بیٹا! پہلے ہی دیر ہو رہی ہے۔" پھپھو منعام کو سنبھال کر پیچھے بیٹھ گئیں۔

احمد نے اس کے لیے آگے کا دروازہ کھولا اور خود دوسری جانب سے بیٹھ گیا۔ وہ بھی چپ چاپ بیٹھ گئی۔ احمد نے دزدیدہ نظروں سے اسے دیکھا۔ وہ لاتعلق سی باہر دیکھ رہی تھی۔ کیسی گرہ تھی اس کی شخصیت میں کہ کھلتی ہی نہ تھی۔

وہ بھی خاموشی سے گاڑی ڈرائیو کرتا رہا۔

احمد کے دوست کے ہاں وہ کسی کو جانتی ہی نہ تھی اس لیے منعام کو سنبھالے پھپھو کے ساتھ بیٹھی رہی۔ کچھ دیر بعد احمد چند خواتین کو لیے چلا آیا۔

"امی! یہ فراز کی والدہ ہیں اور یہ ان کی بہنیں اور آنٹی یہ میری امی ہیں اور یہ مہرالنساء ہیں۔"

اس نے دونوں طرف کا تعارف کرایا۔ اتفاق سے امی بھی ان سب سے پہلی بار مل رہی تھیں۔ جبکہ ستارہ مل چکی تھی۔

"اچھا یہ ہیں مہرالنساء آپ واقعی ستارہ بھابی کی بہن ہیں۔" فراز کی ایک بہن نے اسے دیکھ کر حیرت کا اظہار کیا تو وہ پہلو بدل کر رہ گئی۔

"جی۔" اس سے زیادہ وہ کہہ بھی کیا سکتی تھی۔

"بہت مختلف ہیں آپ ستارہ بھابی سے۔" دوسری نے رائے دی۔

"نہیں، ایسی خاص بھی نہیں۔ جھلک آتی ہے ستارہ کی۔" پھپھو جلدی سے بولیں۔ وہ مہرالنساء کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہی تھیں۔

فراز کی امی نے بھی بات کا موضوع تبدیل کر دیا۔

واپسی میں وہ بالکل خاموش تھی۔ اسے بری طرح احساس ہو رہا تھا کہ وہ ستارہ سے، بہت کم صورت ہے۔ وہاں شادی میں اسے کافی لوگوں نے اس کا احساس دلایا تھا کہ وہ ستارہ سے، بہت مختلف ہے۔

"کیا بات ہے موڈ صحیح نہیں ہے یا تھک گئی ہو؟" احمد کو اس کی یہ خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ لگ رہی تھی۔

"میں پہلے کون سا بہت بولتی ہوں۔" وہ رکھائی سے کہہ کر واش روم میں گھس گئی۔

"ہاں یہ تو ہے۔" احمد نے سوچا اور سونے کی تیاری کرنے لگا۔

ان ہی دنوں منعام کی پہلی سالگرہ قریب آگئی۔ ستارہ کی برسی بھی اسی روز تھی۔ اس لیے کسی کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس تقریب کو کیسے منایا جائے۔

"پھپھو! میں منعام کی سالگرہ کرنا چاہتی ہوں۔" اس نے سالگرہ سے چند روز پہلے کہا تو وہ خوش ہو گئیں۔

"ہاں ہاں، کیوں نہیں۔ ضرور کرو گھر میں عرصہ ہوا کوئی خوشی بھی نہیں ہوئی۔"

"لیکن اس روز ستارہ کی برسی بھی ہو گی۔ ایسا کریں دو دن پہلے قرآن خوانی وغیرہ کرا لیتے ہیں۔ کھانا پکوا کر غریبوں کو بھجوا دیں گے۔"

"ٹھیک ہے بیٹا جیسا تم مناسب سمجھو۔" انہوں نے رضامندی دے دی۔ اس نے اس سلسلے میں احمد

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

سے بات کی تو وہ کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا۔ "کیا یہ سب کرنا ضروری ہے؟"

"کچھ ایسا ضروری بھی نہیں۔ آپ نہیں چاہتے تو۔"

"نہیں ٹھیک ہے۔ میں انتظام کروادوں گا۔ تم جسے بلانا ہو مجھے بتادینا۔" وہ ایک دم اٹھ گیا۔

مہرالنساء اسے جاتا ہوا دیکھتی رہی۔ جانتی تھی آج کل وہ بہت اپ سیٹ ہے۔ ستارہ کی یاد ایسی تو نہیں تھی کہ ختم ہو جاتی۔ پھر وہ تو اس کا دیوانہ تھا کبھی۔ اتنی جلدی تو بھلا نہیں سکتا تھا۔

پھر منعام کی سالگرہ کا دن آگیا۔ مہر نے اس کے لیے شیروانی سلوائی تھی۔ جسے پہن کر وہ بہت اچھا تو لگ رہا تھا لیکن کافی پریشان تھا اس لیے تنگ کر رہا تھا۔

"خدا کے لیے اسے تبدیل کرو۔ پریشان ہو رہا ہے وہ۔" احمد نے اس کے بار بار رونے پر گھبرا کر کہا تو وہ چپ چاپ اسے لیے اندر آگئی۔

کتنے شوق سے سلوائی تھی اس نے یہ شیروانی۔ بچے تو پریشان ہوتے ہی ہیں۔ ایسے موقعوں پر۔ لیکن جانے کیوں آنکھوں میں آنسو امڈے چلے آرہے تھے۔ لیکن باہر آنے تک اس نے خود کو سنبھال لیا۔

احمد نے بھی اس کی خاموشی کو محسوس کر لیا تھا۔ اسے افسوس سا ہوا لیکن اگلے ہی لمحے اس نے سر کو جھٹک دیا۔

کیک کٹواتے وقت اس نے منعام کو احمد کی گود میں دیا پھر پھپھو کو بلانے چلی گئی۔ پھپھو آئیں تو خود ایک طرف کھسک گئی۔

"ارے بیٹا! تم کیوں ادھر چلی گئیں ادھر کیک کٹواؤ۔" انہوں نے اسے ٹوکا۔

"ٹھیک ہے پھپھو! آپ کٹوائیں میں ہوں یہیں۔" اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔ احمد کو سخت غصہ آگیا اس نے خود چھری تھامی منعام کے ننھے سے ہاتھ کو پکڑا پھر کیک کاٹنے لگا۔

باقی تقریب میں بھی وہ احمد سے دور دور رہی۔ خود احمد نے بھی اس سے فالتو بات کرنے کی کوشش نہیں کی۔

لیکن رات کو جب تھک ہار کر وہ سونے کی تیاری کر رہی تھی تو وہ کہہ اٹھا۔

"اگر منعام تمہارا اپنا بیٹا ہوتا تو تم اس طرح اس سے لاتعلق ہو جاتیں؟"

مہر نے اس کی بات پر تڑپ کر اسے دیکھا۔ پھر سلگتے لہجے میں بولی۔ "وہ اگر میرا بیٹا ہوتا تو آپ اس طرح میری خوشی کو نظرانداز نہ کرتے۔ میں نے کتنی خوشی سے وہ کپڑے سلوائے تھے اس کے لیے۔"

"آئی ایم ساری۔ اگر تمہارا دل دکھا تو۔ حالانکہ میں نے اس لیے وہ کپڑے نہیں بدلوائے تھے کہ وہ تم نے بنوائے تھے۔ بلکہ وہ ان کپڑوں میں تنگ ہو رہا تھا۔ اگر ستارہ خود بھی ایسا لباس بنواتی اور منعام اس میں پریشان ہوتا تو کیا میں ستارہ سے ایسا نہ کہتا؟ تم نے جانے ایسا کیوں سوچا۔"

اس کی وضاحت پر مہر کو تھوڑا سا افسوس ہوا۔ وہ خوامخواہ جانے کیا کیا سوچ بیٹھی تھی۔ لیکن اگلے ہی لمحے اس کی خود سری لوٹ آئی اور وہ اس سے کسی قسم کی شرمندگی کا اظہار کیے بنا واش روم میں چلی گئی۔

وہ دونوں اپنی اپنی جگہ کچھ غلط بھی نہ تھے۔ نہیں جانتے تھے کہ وہ دونوں ایسا کیوں کر رہے ہیں۔ کوئی الجھن، کوئی گرہ کوئی غلط فہمی تھی جو دونوں کو یوں دور کیے ہوئے تھے۔ مہر کا خیال تھا کہ احمد صرف پھپھو اور منعام کی وجہ سے زبردستی اس تعلق پر راضی ہوا تھا۔ جبکہ اس کی زندگی میں ستارہ کے بعد اب کسی اور کی گنجائش نہ تھی۔

اور احمد سوچتا تھا کہ وہ ایک بچے کا باپ ہے اور مہر کو کوئی اور بھی مل سکتا تھا۔ بے شک بہت حسین اور قابل نہ ہوتا۔ اس جیسا بھی ہوتا لیکن اس کے تمام جذبے صرف مہر کے لیے ہوتے اسی لیے وہ اس سے کھنچی کھنچی رہتی ہے۔

"پھر آخر اس مسئلے کا کیا حل ہو سکتا ہے۔ ساری زندگی اس طرح تو نہیں گزر سکتی۔" وہ سوچتا۔

اسے مہر سے محبت نہ سہی لیکن اب وہ اس کی

زندگی کی شریک تھی۔ احسن طریقے سے اس کا گھر سنبھال رہی تھی۔ اس کی ماں اور بچے کو بھرپور توجہ اور محبت دے رہی تھی۔ سوائے اس کے کسی کو اس سے شکایت نہیں تھی۔ سب نے ہی اسے ذہنی اور دلی طور پر قبول کر لیا تھا۔

اس روز جب وہ اپنے کمرے میں لیٹا یونہی کچھ سوچ رہا تھا تو اس کی نظر ستارہ کی تصویر پر پڑی اس کی یہ تصویر بے انتہا خوب صورت تھی۔ خود احمد نے اس تصویر کو منتخب کر کے انلارج کروایا تھا۔ لیکن آج جانے اسے کیوں لگا وہ تصویر یہاں غیر موزوں ہے۔ اب اس کمرے میں دوسری ہستی موجود تھی۔ حالانکہ اس نے کبھی اس تصویر پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا لیکن کیا وہ دل میں نہیں سوچتی ہو گی کہ یہاں اب اس کی تصویر ہونی چاہیے۔

جانے کیا سوچ کر وہ اٹھا اور تصویر کو وہاں سے ہٹا دیا۔ پھر ایک اخبار میں پیک کر کے الماری کے اوپر رکھ دیا۔

دل کا حال عجیب سا ہو رہا تھا۔ حالانکہ قدرت نے تو اسے پہلے ہی چھین لیا تھا اور آج اس کی تصویر بھی۔

"اسی طرح ہوتا ہے۔ تصویر اتار لینے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ تمہارے دل سے بھی اتر گئی ہے وہ تمہارے دل کے ایک کونے میں ہمیشہ یونہی آباد رہے گی۔ لیکن اس لڑکی کا کیا قصور ہے۔ جو تمہارے نام کے ساتھ یہاں جی رہی ہے۔ تمہارے بچے، تمہاری ماں اور تمہارے گھر کو بھرپور توجہ دے رہی ہے۔ لیکن تم نے اسے اس کے ہر جائز حق سے محروم رکھا ہے۔ بے شک وہ خود تم سے اکھڑی اکھڑی رہتی ہے لیکن کیا تم اسے محبت سے اپنی جانب بلاتے تو وہ نہ آتی؟" وہ خود سے پوچھتا رہا۔ اسے ہر بات میں سراسر اپنا قصور نظر آرہا تھا۔

"یا تو تم اس سے شادی نہ کرتے۔ ستارہ کی یادوں کو سینے سے لگائے جیتے رہتے۔ اب جب تم نے یہ قدم اٹھا ہی لیا ہے تو اسے نبھاؤ۔ اسے مکمل طور پر اپناؤ۔"

اسے اپنی زیادتی کا احساس اکثر ہوتا تھا لیکن آج کچھ زیادہ ہی ہو رہا تھا۔

پھر جب مہر کمرے میں آئی تو وہ اسے پکار بیٹھا۔

"سنو مہر!"

"جی کہیے۔" وہ منعام کا بستر بچھانے لگی۔

"تم کام سے فارغ تو ہو جاؤ پہلے۔"

"جی اچھا۔" وہ اسی طرح کام کرتی رہی اسے ذرا تجسس نہیں تھا کہ وہ اس سے کیا کہنا چاہتا ہے۔ منعام کا بستر کر کے اس نے منعام کو اس پر لٹایا پھر واش روم چلی گئی۔ وہاں سے آکر بھی اس نے دوبارہ احمد سے کچھ نہیں پوچھا بلکہ بستر پر لیٹ کر سونے کی تیاری کرنے لگی۔

"یا تو یہ بہت بے حس ہے یا پھر بنتی ہے۔" احمد کو اس کی بے نیازی پر غصہ آنے لگا۔ تو اس نے اس سے کچھ کہنے کا ارادہ ترک کر دیا۔

"ستارہ کی تصویر کہاں گئی یہاں سے؟" وہ ایک دم اٹھ بیٹھی تھی۔ اس کی اچانک دیوار پر نظر پڑی تو کس قدر کمی کا احساس ہوا تھا۔

"میں نے اتار کر رکھ دی۔" احمد نے جواب دیا۔

"کیوں؟ کیوں آخر؟" اس کا لہجہ تیکھا ہو گیا۔

"میرا خیال ہے اب یہی مناسب تھا۔ اس طرح تم شاید۔"

"آپ کا کیا خیال ہے کہ۔" مہر نے تیزی سے اس کی بات کاٹی۔ "میں ستارہ کی تصویر سے حسد کرتی ہوں۔ مجھ سے اس کی تصویر کا یہاں ہونا برداشت نہیں ہوتا اس قدر تنگ دل ہوں میں اور پھر تصویروں سے کیا ہوتا ہے۔ دل، دماغ، سوچ، خواب، یاد گھر کا کونہ کونہ کہاں کہاں سے ہٹا سکوں گی میں اسے پھر وہ میری بہن تھی۔ بہت عزیز بہن اس کے جانے کا جتنا دکھ آپ کو ہے اتنا ہی مجھے بھی ہے۔ میرا بھی بڑا نقصان ہوا ہے۔"

اس کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے تھے۔

"پلیز مہر! تم غلط نہ سوچو۔ لیکن میں نے جو کیا وہ ٹھیک کیا۔ تصویر ہٹا دینے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ہمارے دلوں سے دور چلی گئی ہے۔ لیکن بہرحال یہ

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

مناسب تھا۔ اب اس کمرے پر تمہارا حق ہے۔ ہاں ستارہ کی تصویر تم گھر میں کہیں اور جہاں بھی لگانا چاہو تمہاری مرضی ہے۔"

احمد نے جلدی سے صفائی پیش کی۔

"اس کمرے پر میرا حق ہے' یہ آپ سے کس نے کہا۔" مہر کے لہجے میں نہ جانے کیا تھا وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"ادھر آؤ میرے پاس۔"

"میں ٹھیک ہوں یہیں۔"

"چلو میں خود ہی آجاتا ہوں۔" وہ گھوم کر اس کی طرف آنے لگا تو وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔

"پلیز! میرے پاس مت آئیے۔ پلیز۔" اس نے دونوں ہاتھوں سے منہ ڈھانپ لیا۔

"کیوں مہر ایسا کب تک چلے گا۔ ہم میاں بیوی ہیں۔ ہم میں کوئی جھگڑا تو نہیں۔ بس ایک جھجک تھی۔ وہ بھی رشتوں کی تبدیلی سے۔ لیکن اب ہمیں ذہنی طور پر اس بات کو قبول کرلینا چاہیے کہ ہماری شادی ہو گئی ہے۔" احمد نے اس کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھا تو وہ بدک گئی۔

"پلیز چلے جائیے' مجھے تنہا چھوڑ دیں۔ خدا کے لیے۔"

"آخر کیوں؟" وہ جھنجلا گیا۔

"میں نہیں جانتی۔"

"اچھا دوستی تو قبول ہے۔ ہم ایک دوسرے سے ناراض نہیں رہ سکتے مہر۔"

"ٹھیک ہے۔"

"چلو پھر اس خوشی میں یہ آنسو پونچھ ڈالو۔" احمد کے دوستانہ رویے پر اسے کچھ حوصلہ ہوا تو اس نے اپنے چہرے پر سے ہاتھ ہٹائے۔

بھیگا چہرہ' بھیگی پلکیں احمد کو اس پر ترس آگیا۔

وہ واقعی الجھی ہوئی تھی اور اسے اس حال تک پہنچانے والا وہ خود تھا۔ اگر وہ پہلی ہی رات اسے یہ نہ جتاتا کہ اس نے اسے صرف اپنی ماں اور بچے کے لیے قبول کیا ہے تو اس کا خود پر سے یوں اعتماد ختم نہ ہوتا۔

"چلو سو جاؤ لیکن خدا کے لیے یوں نہ رہا کرو مجھے اچھا نہیں لگتا۔" احمد کے کہنے پر اس کی گردن ہل گئی۔

دوسرے روز اس میں ایک خوشگوار تبدیلی آئی تھی۔ وہ آفس سے گھر آیا تو وہ صاف ستھرے خوب صورت لباس میں ہلکا سا میک اپ کیے مسکراتی ہوئی ملی۔ پھپھو بھی اس تبدیلی پر خوش تھیں۔

"آج تم لوگ باہر کھانا کھا آؤ بیٹا! منعام بھی خوش ہو جائے گا۔" وہ لباس تبدیل کرکے لاؤنج میں آیا تو پھپھو نے کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن آپ بھی چلیں گی۔" وہ فوراً رضامند ہو گیا۔

"نہیں آج نہیں میں تھک گئی ہوں۔ جلدی سوؤں گی۔ وعدہ رہا آئندہ چلوں گی۔" پھپھو شاید انہیں زیادہ سے زیادہ ایک ساتھ رکھنا چاہتی تھیں۔

"میں آپ کے بغیر نہیں جاؤں گی پھپھو!" مہر نے صاف انکار کر دیا۔

"میرے کہنے پر بھی نہیں؟" انہوں نے بڑے مان سے پوچھا تو اسے ہاں کہنا ہی پڑا۔

کے ایف سی کے خوشگوار ماحول میں وہ دونوں بہت دوستانہ انداز میں باتیں کرتے رہے اسی دوران مہر کے کانوں میں چند جملے پڑے۔ جو پچھلی سیٹوں پر بیٹھی ہوئی کسی لڑکی نے کہے تھے۔

"ثمر' یہ کپل دیکھا۔ بچہ کتنا پیارا ہے۔ ہسبنڈ بھی بہت ہینڈسم ہے لیکن بیوی جانے اسے کیا نظر آیا۔ بعض کپل کتنے برے ہوتے ہیں۔ کبھی بیوی اچھی تو شوہر برا۔" وہ اپنی جانب سے کافی آہستگی سے رائے دے رہی تھی لیکن چونکہ مہر اس کے بہت نزدیک بیٹھی تھی اس لیے اس نے وہ جملے سن لیے تھے۔

"اچھا چپ رہو خدا کے لیے۔ وہ سن نہ لے۔ تمہیں کیا ہے کوئی کیسا بھی ہو۔" دوسری نے پہلی کو دبے لفظوں میں ڈانٹا تھا۔

مہر کے ہونٹ بھنچ گئے۔ شکر ہے کہ احمد کہیں اور متوجہ تھا۔ ویسے بھی وہ سامنے والی کرسی پر بیٹھا تھا۔

"چلیں۔" مہر نے بہت جلد کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا تھا۔

"اتنی جلدی یہ سب ختم تو کرو۔ یونہی پڑا ہے۔"

"نہیں میں نے کھا لیا بس۔" اس نے پیپسی کا گلاس ہونٹوں سے لگا لیا۔

"مگر تم نے تو کچھ نہیں کھایا۔؟" احمد نے منعام کے ہاتھ میں فرنچ فرائس کا ایک ٹکڑا تھمایا۔

"بس مجھے اتنی ہی بھوک تھی۔" اس کا لہجہ اب یکسر بدل چکا تھا۔

"ٹھیک ہے بھئی مجھے تو بہت بھوک لگ رہی ہے' آج آفس میں بھی ڈھنگ سے لنچ نہیں کیا تھا۔" جتنی دیر احمد نے سب ختم کیا وہ انتہائی بیزار انداز میں ادھر ادھر دیکھتی رہی۔

"تمہارے موڈ کو ایک دم کیا ہو گیا؟" گاڑی میں بیٹھتے ہی احمد نے پوچھا۔

"میں آئندہ آپ کے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی۔" وہ بہت سنجیدگی سے بولی۔

"کیوں؟" وہ حیران رہ گیا۔

"میں آپ کے ساتھ انتہائی غیر مناسب لگتی ہوں یہ میں نے آج محسوس کر لیا ہے۔ آپ کے ساتھ تو ستارہ یا اس جیسی کوئی لڑکی اچھی لگتی۔" اس کا احساس کمتری لوٹ آیا تھا۔

"دماغ خراب ہے تمہارا۔ کس نے کہا تم سے یہ سب۔" وہ جھنجلا گیا۔

"آپ نے نہیں سنا شاید۔ پچھلی سیٹوں پر بیٹھی لڑکیوں کی یہ ہی رائے تھی کہ ہمارا جوڑا انتہائی غیر مناسب ہے۔ بالکل بے جوڑ۔"

"لعنت بھیجو ان لڑکیوں پر۔ بعض لوگوں کو بلا سوچے سمجھے رائے دینے کی عادت ہوتی ہے۔ چاہے اس سے دوسرے کا دل کیسا بھی دکھے۔ تم ان کی فضول باتوں پر کیوں دل دکھاتی ہو۔ ہمیں کون سا ان سے رشتے داری رکھنی ہے۔" وہ اسے سمجھانے لگا۔

"صرف وہی نہیں بلکہ ہر ایک نظر میں مجھے یہی نظر آتا ہے۔ اس روز آپ کے دوست کی شادی پر ان کی

بیوٹی بکس کا تیار کردہ

سوہنی ہیئر آئل

★ گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے،
★ نئے بال اگاتا ہے
★ بالوں کو مضبوط اور چمکدار بناتا ہے
★ مردوں عورتوں اور بچوں کے لیے یکساں مفید
★ ہر موسم میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

"سوہنی ہیئر آئل" 12 جڑی بوٹیوں کا مرکب

قیمت /60 روپے

ہے اور اس کی تیاری کے مراحل بہت مشکل ہیں لہذا یہ تھوڑی مقدار میں تیار ہوتا ہے یہ بازار میں یا کسی دوسرے شہر میں دستیاب نہیں کراچی میں دستی خریدا جاسکتا ہے' ایک شیشی کی قیمت صرف /60 روپے ہے' دوسرے شہر والے منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ پارسل سے منگوالیں' رجسٹری سے منگوانے والے منی آرڈر اس حساب سے بھجوائیں۔

ایک شیشی کے لیے ــــ /80 روپے
2 شیشیوں کے لیے ــــ /140 روپے
3 شیشیوں کے لیے ــــ /210 روپے

نوٹ: اس میں ڈاک خرچ اور پیکنگ چارج شامل ہیں

منی آرڈر بھیجنے کے لیے ہمارا پتا:

بیوٹی بکس 53 اورنگزیب مارکیٹ سیکنڈ فلور ایم اے جناح روڈ کراچی

دستی خریدنے والے حضرات سوہنی ہیئر آئل ان پتوں سے حاصل کریں

• بیوٹی بکس 53 اورنگزیب مارکیٹ سیکنڈ فلور ایم اے جناح روڈ، کراچی

• مکتبہ عمران ڈائجسٹ 37 اردو بازار کراچی فون نمبر 7735021

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

قرآن شریف کی آیات کا احترام کیجیے

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیثِ نبوی آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لیے شائع کی جاتی ہیں' ان کا احترام آپ پر فرض ہے لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

بہنیں بھی مجھے دیکھ کر حیرت کر رہی تھیں۔ آپ کو مجھ سے شادی نہیں کرنی چاہیے تھی احمد۔" اس کی آواز رندھ گئی۔

"دیکھو مہر! یہ دنیا ہے۔ گز بھر کی زبان ہے سب کی یہاں' کوئی کسی کے لیے رائے دیتے وقت نہیں سوچتا کہ وہ خود کیسا ہے۔ اس میں کیا خامی ہے۔ خامی سے مبرا تو صرف اللہ کی ذات ہے۔ ورنہ کیا مجھ میں خامی نہیں کوئی یقیناً" ہوگی اور پھر ہم دوسروں کی باتوں پر چلتے رہیں گے تو زندگی بڑی کٹھن ہو جائے گی۔ نظر انداز کرنا سیکھو لوگوں کی باتوں کو اور اپنی خامیوں پر سلگنے اور کڑھنے کے بجائے اپنی خوبیوں کو بھی یاد رکھو۔ ہاں ایسی خامیاں جو تمہاری اپنی پیدا کردہ ہیں انہیں ضرور دور کرنے کی کوشش کرو۔ لیکن جو تمہارے اختیار میں نہیں خدا کی عطا کردہ ہیں انہیں ہرگز خامی نہ جانو۔"

مہر نے نہایت حیرت سے احمد کو دیکھا۔ یہ اس کی شخصیت کا کون سا پہلو تھا جو آج سامنے آیا تھا۔ وہ تو سمجھتی تھی کہ وہ اس کی شکل و صورت کا مذاق اڑاتا ہے۔ اسی وجہ سے اس سے دور ہے۔

"سمجھ میں آیا کم عقل لڑکی۔" اس کی حیرت پر وہ مسکرایا۔ تو وہ گردن ہلا کر مسکرا دی۔

"اب تو ناراض نہیں ہو؟" احمد نے پوچھا۔

"میں ناراض تو نہیں تھی۔" وہ آہستگی سے بولی۔

"تو دوستی پکی۔" احمد نے ہاتھ بڑھایا تو اس نے جھجکتے ہوئے اپنا ہاتھ اس پر رکھ دیا۔

"میں غلط نہیں کہوں گا مہر! ستارہ سے مجھے بہت محبت تھی۔ اب بھی ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ اب نہیں ہے تم ہو۔ میں اسے نہیں بھول سکتا۔ نہ بھولنا چاہوں گا۔ میرے دل کا ایک کونا ہمیشہ اس کی یاد سے آباد رہے گا۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ مجھے تم سے کوئی محبت و انسیت نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ ہم دونوں ایک ایسے بندھن میں بندھے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ خود محبت دلوں میں ڈال دیتا ہے۔ فوری طور پر ستارہ کی جگہ کسی اور کو دینا میرے لیے آسان نہیں تھا۔ بس یہ خطا ہے میری سمجھانے میں تھوڑا وقت تو لگا۔ ناخوذ تو اور تم سمجھیں کہ میں تمہیں پسند نہیں کرتا۔ ستارہ تم سے زیادہ خوبصورت تھی۔ تم نے جس طرح میرے گھر اور بچے کو سنبھالا ہے اس جگہ ستارہ بھی ہوتی تو شاید اتنی خوش اسلوبی سے اس ذمے داری کو نہ نبھا پاتی۔ میرا خیال ہے اتنی وضاحت کافی ہے شاید۔"

"آئی ایم ساری احمد! میں نے یقیناً آپ کو غلط سمجھا' ستارہ بھی یہی کہتی تھی کہ میں بہت جذباتی اور کم عقل لڑکی ہوں۔" اس کے لہجے میں شرمندگی گھل گئی۔

"ستارہ نے تمہیں کبھی یہ نہیں بتایا کہ تم ایک خوب صورت دل کی مالک' محبتوں سے گندھی ہوئی' ہمدرد لڑکی بھی ہو۔" احمد نے کہا تو وہ جھینپ کر مسکرا دی۔

اس مسکراہٹ میں اس کے دل کی ساری کثافت' سب شکایتیں اور ساری محرومیاں بہہ گئی تھیں اور اب وہ سب کچھ بھول کر نئی زندگی میں قدم رکھ رہی تھیں۔

اندرونی بیماریوں سے بچنا چاہتی ہیں تو غیر معیاری کاٹن سینٹری ٹاولز ہرگز استعمال نہ کریں

ناقص اور غیر معیاری کاٹن سینٹری ٹاولز کے استعمال سے لیکوریا، اندرونی زخم خارش اور جسم کے نازک حصے میں ناخوشگوار بو جیسی شکایات پیدا ہوتی ہیں۔

بٹرفلائی

اسٹک آن ٹاولز

آپکو اِن ممکنہ تکالیف سے محفوظ رکھتے ہیں کیونکہ

بٹرفلائی اسٹک آن

کا امپورٹیڈ اور بے انتہا جاذب پلپ اپنے کور سے باہر نہیں نکلتا اور نقصان نہیں پہنچاتا۔

اس کے مخصوص معیاری میٹریل سے ہوا با آسانی گذرتی رہتی ہے اور بدبو سے محفوظ رہتا ہے۔

یہ سو فیصد امپورٹیڈ میٹریل سے آٹومیٹک پلانٹ پر انسانی ہاتھ سے چھوئے بغیر تیار کئے جاتے ہیں۔ اس لئے سو فیصد محفوظ اور حفظانِ صحت کے مطابق ہوتے ہیں۔

اس میں گندہ مائع فوراً اور مکمل طور پر جذب ہو جاتا ہے اور اوپری سطح ہمہ وقت خشک رہتی ہے۔

لیکوریا اور ناخوشگوار بو سے مکمل حفاظت

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/